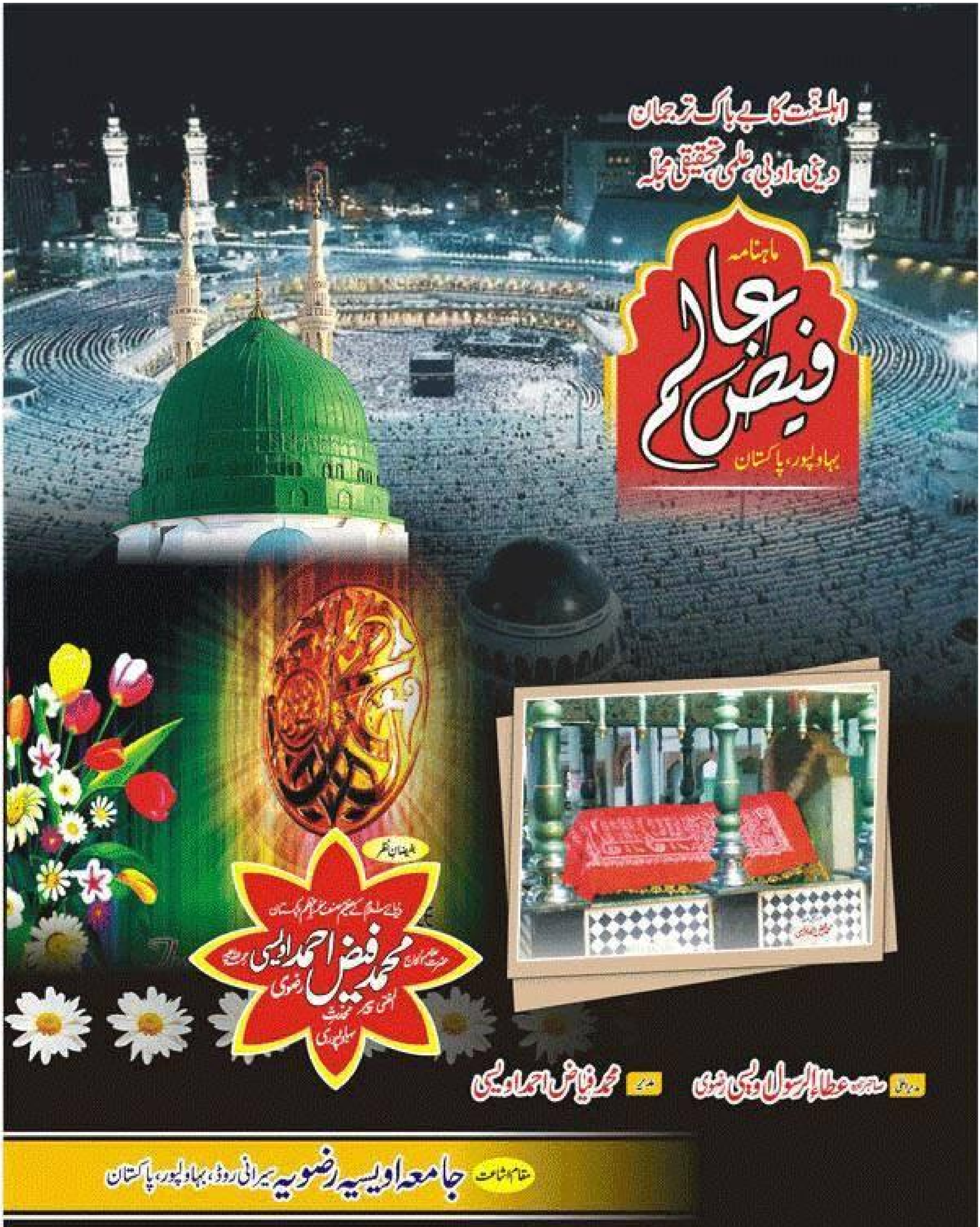

اہلسنت کا بے باک ترجمان

دینی، ادبی، علمی، تحقیقی مجلہ

ماہنامہ

فیضِ عالم

بہاولپور، پاکستان

فیضان نمبر

محمد فیض احمد اویسی رضوی

سرپرست صاحبزادہ عطاء الرسول اویسی رضوی

مدیر محمد فیاض احمد اویسی

مقامِ اشاعت جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ، بہاولپور، پاکستان

آپ کی خصوصی توجہ اور آپ سہولت کے لئے

☆ ماہنامہ فیض عالم میں حضرت فیض ملت حضور مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ کے ہزاروں غیر مطبوعہ علمی، تحقیقی مذہبی مسودہ جات قسط وار شائع ہو رہے ہیں آپ رسالہ کا مکمل مطالعہ ضرور فرمائیں۔

☆ علمی یا طباعتی اغلاط سے ادارہ کو ضرور آگاہ کریں۔

☆ سال کے بارہ شمارے مکمل ہونے پر جلد بندی ضرور کرالیں اس طرح آپ کے پاس علمی مواد محفوظ ہو کر آپ کی لائبریری کی زینت رہے گا اور ردی ہونے سے بچ جائیگا۔

☆ ہر ماہ ۱۵ تاریخ تک رسالہ نہ ملنے کی صورت میں دوبارہ طلب کریں (لیکن ڈاک چوروں اور ڈاک خوروں کے محاسبہ کے بعد)

☆ آپ کو جب چندہ ختم ہونے کی اطلاع ملے تو پہلی فرصت میں چندہ ارسال کریں وی پی طلب کرنے کی صورت میں آپکو اضافی رقم ادا کرنا پڑے گی اس لیے چندہ بذریعہ منی آرڈر یا ڈرافٹ ایم سی بی عیدگاہ برانچ بہاولپور کھاتہ نمبر 6-464 رسال کریں۔

☆ جس پتہ پر آپ کے نام رسالہ آرہا ہے اگر اس میں کوئی تبدیلی مقصود ہو تو جلد آگاہ فرمائیں۔

☆ دینی، دنیاوی، اصلاحی، عقائد، شرعی، روحانی، سائنسی و دیگر اہم معلومات کے لئے حضور مفسرِ اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہ کے رسائل کا مطالعہ فرمائیں اور اپنے حلقہ احباب کو بھی دعوت دیں خصوصاً اپنے بچوں کو مطالعہ کا عادی بنائیں مزید معلومات کے لیے ہماری ویب سائٹ بھی آپ اپنی اسکرین پر ملاحظہ کریں

(www.faizahmedowaisi.com)

☆ خط لکھتے وقت با مقصد بات لکھیں طوالت سے ہر صورت اجتناب کریں ورنہ جواب دینے میں خاصی دشواری ہوتی ہے جوابی امور کے لیے لفافہ ارسال کرنا نہ بھولیں شرعی، فقہی، سوالات براہ راست دارالافتاء جامعہ اویسیہ کے نام بھیجا کریں۔ (مدیر)

اجتماعی قربانی میں حصہ لیں

آپ کے دارالعلوم جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں عید قربانی کے موقعہ پر اجتماعی قربانی کا اہتمام کیا گیا ہے آپ خود و دیگر احباب کو اس اجتماعی قربانی میں حصہ ملانے کی ترغیب دیں۔ بیرونی مخیّر حضرات بھی حصہ لیں۔

رابطہ کے لیے: 03006825931-03009684391

نعتِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

یارب تیرے محبوب کا جلوہ نظر آئے
اس نورِ مجسم کا سراپا نظر آئے
اے کاش کبھی ایسا بھی ہو خواب میں میرے
ہوں جس کی غلامی میں وہ آقا نظر آئے
تاحشر میری قبر میں ہو جائے اجالا
مرقد میں جو اُن کا رُخِ زیبا نظر آئے
روشن رہیں آنکھیں یہ مری بعد فنا بھی
گر وقتِ نزع وہ شہ والا نظر آئے
آؤ کہ شمع نعتوں کی ہر سمت جلائیں
ہر گوشۂ ہستی میں اجالا نظر آئے
جس در کا بنایا ہے گدا مجھ کو الٰہی
اس در پہ کبھی کاش یہ منگتا نظر آئے
کعبہ اے ریاضؔ اس کو بنالوں گا میں دل کا
گر نقش قدم مجھ کو نبی کا نظر آئے

بت گری پیشہ کیا، بت شکنی کو چھوڑا

اوریا مقبول جان (ایکسپریس نیوز، پیر 24 اگست 2015)

theharferaz@yahoo.com

شاید یہ خبر اس قدر عام نہ ہوتی اگر کامیابی کے نشے میں چور، بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی اپنے ٹوئٹر پر اس کا اعلان نہ کرتا کہ متحدہ عرب امارات کی حکومت نے ایک ہندو مندر بنانے کے لئے دبئی میں زمین فراہم کردی ہے۔ یہ خبر دنیا والوں کے لیے حیران کن ہوگی کہ وہ جزیرہ نمائے عرب جہاں آج سے چودہ سو سال قبل سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شرک اور بت پرستی کا خاتمہ کردیا تھا، اس کے ایک حصے میں اِنہیں کے ماننے والے مورتیوں کے گھر کی تعمیر کے لیے زمین عطا کریں گے لیکن وہ جو سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئیوں پر ایمان رکھتے ہیں اور وقت کے ساتھ ان کے یقین وایمان میں اضافہ ہوتا جارہا ہے کہ اس ہادی برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کس طرح کھول کھول کر وہ سب کچھ بتایا اور ان سب علامات قیامت کی خبر دی جو انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے عطا فرمائی تھی۔

صحیح بخاری میں درج سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیش گوئی ''قیامت قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ دوس قبیلہ کی عورتیں ذوالخلصہ کے بت خانہ میں چکر نہ لگائیں'' (بخاری)

عرب میں جاہلیت کے زمانے میں جگہ جگہ بہت سے بت خانے قائم تھے اور لوگ پوجا پاٹ کیا کرتے تھے۔ ان میں عرب کے جنوب مغرب میں دوس قبیلہ رہتا تھا جن کا بت خانہ ذوالخلصہ کے مقام پر تھا۔ دینِ حق پھیلا تو اس کا نام ونشان تک ختم ہوگیا۔

یوں تو دبئی ایک ایسا شہر ہے جہاں آپ کو دنیا میں موجود تقریباً ہر بڑے مذہب کی عبادت گاہیں مل جائیں گی جن میں ہندو مندر بھی شامل ہے۔ اس لیے کہ دبئی کی معیشت تو مدتوں سے ایک ایسے ماحول سے وابستہ ہوچکی ہے جس میں خطے کی پیداوار کچھ ہو نہ ہو، وہ خطہ خوشحال ضرور ہوتا ہے۔ یہ کاروبار یا معیشت کی زبان میں ''آزادانہ تجارتی منڈی'' کا ماحول ہوتا ہے۔ اس ماحول میں صرف تجارت ہی نہیں بلکہ اخلاقیات واقدار تک سب آزاد ہوجاتے ہیں۔

دبئی سے پہلے اس طرح کا ماحول ان شہروں میں پیدا کیا گیا جنہیں یا تو امریکا یا دیگر عالمی طاقتوں نے فتح کیا تھا یا پھر وہ امریکا کی کسی جنگ میں اس کے حلیف تھے اور ان ملکوں نے امریکا اور اس کے اتحادیوں کو جنگی مراکز قائم کرنے کی اجازت دی تھی۔ فلپائن کا شہر منیلا اس ماحول کی اولین تجربہ گاہوں میں سے ایک تھا۔ 1901ء کے ''شکاگو ٹرابیون'' میں ایک صحافی

نے منیلا شہر کی روداد بیان کی ہے، جہاں امریکی فوجی فلپائن کے عوام کو اسپین کے ظالم کیتھولک عیسائی حکمرانوں سے آزادی دلوانے پہنچے تھے۔

فلپائن کی آزادی کی جنگ کے ہیرو ''رزال'' نے اس ظلم و جبر کا ذکر کیا ہے کہ کس طرح یہاں کی مقامی آبادی کو عیسائی بننے پر مجبور کیا جاتا تھا لیکن امریکی وہاں پہنچے، ان کی آزادی کی جنگ میں مدد کی، اپنی چھاؤنیاں بنائیں اور پھر انہیں ایک اور بدترین غلامی کا شکار کر گئے۔ صحافی اپنی روداد میں لکھتا ہے کہ ایک پوری امریکی فوجی یونٹ کے ذمے ''آرمی ویلفیئر'' کے نام پر ایک ذمے داری سونپی گئی ہے کہ وہ ملک کے طول و عرض سے غریب گھرانوں کی تیرہ سے سولہ سترہ سال کی بچیوں کو بہلا پھسلا کر منیلا کے بازاروں میں لا بٹھائے تاکہ امریکی فوجیوں کی تفنن طبع کا انتظام ہو سکے۔ دنیا بھر میں ایسے ماحول کو ''نائٹ لائف'' یعنی رات کی زندگی کہا جاتا ہے۔ آپ آج دنیا کے کسی بھی بڑے شہر کا سیاحتی معلوماتی کتابچہ نکال کر دیکھ لیں، آپ کو نائٹ لائف کے نام سے ایک علیحدہ باب اس میں نظر آئے گا۔

منیلا جیسے کئی شہر اس دنیا کے نقشے پر آباد کیے گئے۔ ان میں سے کئی بڑے بڑے تجارتی مراکز کے طور پر آج بھی موجود ہیں اور کئی صرف اور صرف اپنی خوبصورتی یا تاریخی حیثیت کی وجہ سے سیاحتی مرکز کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ اسلامی دنیا میں جنگ عظیم اول کے بعد بیروت کو خاص طور پر ان مقاصد کے لیے سجایا اور سنوارا گیا۔ عالمی طاقتوں نے وہاں کی مخلوط آبادی عیسائی، شیعہ اور سنی کو اس طرح آئینی طور پر تقسیم کیا کہ ''میرونائٹ عیسائیوں'' کو اقتدار میں بالادستی رہے۔

صدیوں سے روم کے زیرنگیں رہنے والے اس شہر کے مخصوص تاریخی پس منظر اور پڑوس میں یہودی ریاست کے قیام کی وجہ سے اس کا اسلامی تشخص مٹانے کے لیے اس کو اس طرح کے ''آزادانہ ماحول'' کا تحفہ دیا گیا۔ ایسے ماحول کو کاروبار کے لیے سازگار ماحول کہا جاتا ہے۔ یہ کاروبار بھی عجیب ہوتا ہے نہ وہاں کوئی کھیت ہوتے ہیں اور نہ کارخانے۔ معدنیات بھی اتنی نہیں ہوتیں کہ ملکی معیشت کا پیٹ پال سکیں۔ ایسے میں دنیا بھر کے تاجروں، سٹے بازوں، جواریوں، عیاشیوں، اوباشوں اور نام نہاد سیاحوں کو اس شہر کا راستہ دکھایا جاتا ہے۔

دبئی بھی انہی شہروں میں سے ایک ہے جس کا اپنا کوئی ذریعہ آمدنی نہیں، یہاں تک کہ وہ تیل کی دولت سے بھی محروم ہے۔ تیل کی پیداوار اس کی پوری معیشت کا 2 فیصد ہے۔ لیکن 70ء اور 80ء کی دہائیوں میں اس نے سونے کی آزادانہ تجارت کا آغاز کیا اور نوے کی دہائی میں یہ بھارت کو سونا اسمگل کرنے والا سب سے بڑا ملک بن گیا۔ اسمگلنگ کی اس دولت سے دبئی کو ایک سیاحتی مرکز میں بدلنے کے لیے وہاں تعمیراتی کاموں کا آغاز ہوا اور پام جمیرہ کے نام سے دنیا کا سب سے بڑا انسانوں کا بنایا ہوا جزیرہ سمندر کے بیچوں بیچ تعمیر کیا گیا۔ ہیروں کے کاروبار کا آغاز ہوا اور اس وقت یہ تجارت 35 ارب

ڈالر تک ہے۔

سیاحتی مرکز کو ایک شاندار ایئر لائن اور ایئر پورٹ کی ضرورت تھی۔ وہ ضروریات بھی پوری کیں اور دبئی ائر پورٹ شاید وہ واحد ایئر پورٹ ہے جو کسی مسلم ملک میں واقع ہے اور وہاں آپ کھانے کی دیگر ڈشوں کے درمیان عربی میں ایک چٹ نظر آئے گی جس پر لکھا ہوگا "لحم الخنزیر" اور انگریزی میں "Pork" مسلم امہ میں صدیوں سے سٔور کے گوشت سے ایک کراہت موجود تھی۔ غالب پکڑا گیا تو انگریز نے پوچھا تم مسلمان ہو؟ کہا آدھا، کہا کیسے؟ کہنے لگا شراب پیتا ہوں سور کا گوشت نہیں کھاتا۔ سیاحت کے عالمی مرکز نے اس مسلمان شہر کا یہ تشخص بھی ختم کردیا۔ سیاحت وہاں کونسی ہے نہ آبشار ہیں نہ پہاڑ اور نہ ہی تاریخی مقامات البتہ "نائٹ لائف" کے نام آپ کو سیاحتی کتابچے ضرور میسر آجائیں گے۔

روس کے سائبریا سے لے کر جاپان کے اوساکا اور بمبئی، کراچی، تہران، پیرس، بغداد، نیویارک، لندن، بنکاک، غرض ہر شہر سے آنے والی فلائٹوں میں آپ کو مخصوص خواتین نظر آئیں گی جو ایک ماہ کے سیاحتی ویزے پر آتی ہیں اور اس ایک ماہ کے بعد وہ واپس اپنے گھروں کو لوٹتی ہیں تو خوشحالی ان کے دروازوں پر دستک دے رہی ہوتی ہے۔ دنیا بھر کا میڈیا اٹھا کر دیکھ لیں آپ کو اس "نائٹ لائف" کی داستانیں ملیں گی۔ یورپ کے اخبارات اس شہر کو مشرق کا ایمسٹرڈیم کہتے ہیں۔ اس سارے کاروبار اور رنگا رنگی کو چلانے اور ماحول بنانے کے لیے افرادی قوت چاہیے اور دنیا بھر سے لوگ وہاں اس کاروباری ماحول کا ایندھن بنتے ہیں جن میں سب سے زیادہ تعداد بھارتیوں کی ہے جو 26 لاکھ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب مودی امارات کی بڑی مسجد دیکھنے گیا تو وہ جگہ جہاں صرف اللہ کے نام کو سربلند ہونا چاہیے تھا، وہاں مودی مودی کے نعرے لگائے گئے کہ وہاں ایک کثیر تعداد بھارتیوں کی جمع تھی۔

ذوالخلصہ کے بت خانے کا چکر تو میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک علامت کے طور پر بیان کیا ہے۔ اس باب کی احادیث پڑھیں تو ایسا لگتا ہے ہم اس دور میں زندہ ہیں جو قیامت کے قریب معرکوں کا دور ہے۔ غزوہ ہند کی پیش گوئیوں کے بارے میں پڑھتا تھا کہ کیا بھارت دنیا میں اس قدر اہمیت اختیار کر جائے گا کہ اس سے جہاد امت مسلمہ کی بقا اور شرک کے خاتمے کے لیے ضروری ہو جائے گا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بتائی گئی نشانیوں کی جانب غور کریں تو ایسا لگتا ہے کہ یہ معرکہ ہمارے دروازوں پر دستک دے رہا ہے۔

معرکوں کے میدان صرف دو ہیں۔ ایک شام اور دوسرا ہند۔ شام سیدنا امام مہدی کا ہیڈ کوارٹر اور حضرت عیسیٰ کے نزول کا مقام۔ دونوں لشکروں کو جنت کی بشارت دی گئی ہے لیکن جہادِ ہند کے بارے میں تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے حصہ لینے کا وعدہ لیا (مسند احمد) اس غزوہ کے وقت کا تعین کرتے ہوئے فرمایا ایک قوم میری امت میں سے

ہند پر حملہ کرے گی، اللہ اس کو فتح عطا فرمائے گا یہاں تک کہ وہ ہند کے بادشاہوں کو زنجیروں میں جکڑ کر لائیں گے۔ اللہ ان کے گناہوں کی مغفرت فرمائے گا۔ پھر وہ شام کی طرف لوٹیں گے تو حضرت عیسیٰ ابن مریم کو شام میں پائیں گے۔

معرکہ قریب ہو تو صف بندیاں ہو جاتی ہیں، صف بندیاں شروع ہیں دفائی، تجارتی اور سیاحتی معاہدے جاری ہیں، ایران ہو یا دبئی، امریکا ہو یا اسرائیل، مودی کے لیے چشم براہ، لیکن نصرت الٰہی کا اندازہ تو اسی وقت ہی ہوتا ہے جب آپ کمزور ہوں، تعداد میں کم ہوں اور وہ آپ کو فتح و کامیابی عطا کرے۔

(۱) اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ

(۲) نَصِیْحَۃُ الْغَوْثِیَّۃِ فِیْ تُحْفَۃِ الصُّوْفِیَّۃِ

(۳) شَرْحُ التُّحْفَۃِ الْمُرْسَلَۃِ

یہ تینوں تصانیف حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ کی ہیں

(۱) میں آپ نے بڑے خوبصورت صوفیانہ انداز سے سمجھایا کہ انسان اللہ تعالیٰ کا راز ہے اسے اشرف المخلوقات ہونے کا اعزاز اس لیے حاصل ہے کہ اس کا وجود (ظاہر جسم) بھی اللہ رب العزت کی عظیم نشانیوں میں سے ایک ہے۔

(۲) شہنشاہ بغداد سید الاولیاء حضرت الشیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی کے مبارک اقوال جو آپ نے صوفیہ کرام کو ارشاد فرمائے اس کا اردو ترجمہ اور مختصر شرح ہے راہ سلوک طے کرنے والے سالکین کے لیے ایک نادر و نایاب تحفہ ہے۔

(۳) اس مبارک تصنیف کے متعلق حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

تحفہ مرسلہ ایک بابرکت کتاب ہے۔ کہ یہ شیخ المشائخ ابو سعید مخزومی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی تصنیف ہے جو حضرت محبوب سبحانی، قطب ربانی، محی الدین عبد القادر الجیلانی قدس سرہٗ کے پیر ہیں۔ دوسری برکت یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ کتاب اپنے فرزند روحانی شیخ عبد القادر جیلانی کے لئے لکھی ہے۔ تحفہ مرسلہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مصنف قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اس کتاب کا ثواب میں نے سرور کائنات، فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ اس لئے اس کا نام تحفہ مرسلہ رکھا ہے۔

یہ تینوں تصانیف یکجا ایک جلد کی صورت میں حضرت کمال الصوفیاء عاشق مدینہ حضرت صاحبزادہ کمال میاں سلطانی سجادہ نشین دربار سلطانی مرکزی روحانی باب المدینہ (کراچی) نے سالانہ عرس مبارک کے موقعہ بطور تبرک تقسیم کر کے ثابت کیا ہے کہ مریدین کے لیے شیخ کامل کا اصل لنگر ایمان کا تحفظ اور عقائد کی درستگی ہے۔ اللہ کرے ہمارے درگاہوں کے سجادگان کو اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ وہ اپنے تقریبات میں علماء اہلسنت کی تصانیف کو شائع کر کے تقسیم کریں۔

کتب منگوانے کا پتہ: دربار سلطانی مرکز روحانی، متصل سلطان المساجد فیڈرل بی ایریا بلاک نمبر 14 اسٹریٹ نمبر 5 کراچی

پاکستان میں مرزائیت کا مستقبل

مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تحریک پاکستان کے دور میں مرزا بشیر الدین محمود (1965/1889) اور قادیانی حضرات نے سازشوں کے جال بچھانے اور اس تحریک کو نقصان پہچانے کے لئے کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا اور پاکستان بننے کے بعد بھی سازشوں کا سلسلہ جاری رکھا، قیام پاکستان کے بعد مرزائیوں نے مسلمانوں کے بھیس میں ڈاکوؤں کی ایک منظم جماعت کی طرح جائز اور ناجائز الاٹ منٹوں کے بل پر جلد ہی اپنی حالت درست کرلی، چودھری ظفر اللہ خان قادیانی کو غالباً انگریزوں کی سفارش پر پاکستان کا وزیر خارجہ بنا دیا گیا۔ ان حالات نے قادیانیوں کے حوصلے بہت بلند کر دیئے اور وہ خود کو مستقبل کا حکمران سمجھنے لگے کتاب ''پاکستان میں مرزائیت کا مستقبل 1950'' مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش رحمۃ اللہ علیہ ا کی تصنیف ہے۔ ۴۴ صفحات کی اس کتاب میں آپ نے قادیانی حضرات کی شرانگیز سیاست سے مسلمانانِ پاکستان اور حکومتِ وقت کو آگاہ کیا، اسی کتاب سے اقتباسات پیش ہیں۔ یہ کتاب انسائیکلوپیڈیا عقیدہ ختم النبوۃ) ے کی آٹھویں جلد میں شامل ہے۔ توفیق جونا گڑھی

﴿پیروان مرزا کیلئے لمحہ فکریہ﴾

*۱۔ پاکستان کی مرزائی اقلیت جو قادیان کے مدعی نبوت ''مرزا غلام احمد'' کی پیرو ہے اور احمدی کہلاتے ہیں۔ پاکستان کے داخلی مسائل میں سے ایک نہایت ہی الجھا ہوا مسئلہ ہے جس کے حدود اگر ابھی سے متعین نہ کر لئے گئے تو یہ مسئلہ آگے چل کر مسلمانانِ پاکستان، دولت پاکستان، حکومتِ پاکستان اور خود مرزائی قوم کے لئے بہت بڑی مشکلات اور پیچیدگیاں پیدا کرنے کا موجب بن جائے گا۔ پھر ان مشکلات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے جمہوریہ پاکستان اور حکومتِ پاکستان کو ان سے بہت زیادہ شدید تر ذرائع اختیار کرنے پڑیں گے جو آنے والے فتنوں سے بچنے کے لئے آج آسانی سے اختیار کئے جاسکتے ہیں۔ (ج 8، عقیدہ ختم نبوت)

*۲۔ مرزائیت امت مسلمہ کے لئے روحانی اور فکری اذیتوں کا موجب بنی رہے گی اور کسی وقت مادی طاقت حاصل کر کے مسلمانوں کے دینی اور دنیاوی شئوں پر ایسی ضرب لگائے گی جس کے زخم کی تلافی کرنے کے لئے مسلمانوں کو بہت کچھ کرنا پڑے گا۔ (ص 491، ایضاً)

*۳۔ ہم اسلام کی، پاکستان کی، عام مسلمانوں کی اور خود اس فرقۂ ضالہ کے لوگوں کی فلاح و بہبود کے جذبے سے متاثر ہو کر اس موضوع پر قلم اٹھا رہے ہیں۔ ایسا کرنے سے ہمارا مقصد حاشا وکلا یہ نہیں کہ ہم پاکستان کی حدود میں بسنے

والی دو قوموں کے درمیان منافرت کے ان جذبات کو ترقی دیں جو پہلے ہی سے طرفین کے دلوں میں موجود ہیں۔ ہمارا مقصد اپنے ملک کے داخلی کوائف کی اصلاح کے سوا اور کچھ نہیں۔ اگر ہم اپنے ہاں کے جمہور کو جن میں مرزائی بھی شامل ہیں، اپنے ارباب حکومت کو اور اصحاب فکر و بصیرت کو ان خطرات سے آگاہ نہیں کرتے جو ہمیں صاف نظر آ رہے ہیں تو ہم ان فرض منصبی سے قاصر رہنے کے مجرم متصور ہوں گے، جو ذمہ دارانہ صحافت کی جانب سے ہم پر عائد ہوتے ہیں۔ (ص 492، ایضاً)

*۴۔ مرزائیت کے متعدد چہرے اور متعدد زبانیں ہیں جن میں سے کبھی ایک کو، کبھی دوسرے کو مرزائیت کے پیرو دنیا کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ مرزائیوں کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اللہ کا بھیجا ہوا نبی اور رسول تھا۔ اس کی نبوت اور رسالت پر ایمان لانا ضروری ہے اور جو اس پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے۔ اور جو اس پر ایمان لائے ہیں وہی مومن کہلانے کے مستحق ہیں۔ صرف یہ ہی نہیں بلکہ مرزائی اپنے مذہب کی بانی کو مسیح موعود، نبی آخر زمان، رُدّر گوپال کرشن اور نہ جانے کیا کیا مانتے ہیں۔ اور اس کی ذات کو تمام نبیوں، رسولوں اور جملہ ادیان کی برگزیدہ ہستیوں سے برتر اور بہتر سمجھتے ہیں۔ اس لحاظ سے وہ اپنے آپ کو دوسری ملتوں سے الگ یکسر نئی ملت خیال کرتے ہیں لیکن مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے اور خود کو مسلمان ظاہر کر کے دنیوی فائدہ حاصل کرنے کے لئے وہ اپنے کو مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ یا ایک جماعت ظاہر کرنے لگتے ہیں۔ (ص 495، ایضاً)

*۵۔ ہمارا اعتراض اس بات پر نہیں کہ مرزائی اپنے آپ کو کیوں مسلمانوں سے علیحدہ ملت سمجھ رہے ہیں؟ ہم تو یہ جانتے ہیں کہ حضرت ختم مرتبت محمد مصطفیٰ ﷺ (ان پر ہماری جانیں اور ہمارے ماں باپ قربان ہیں) کی بعث کے بعد نبوت و رسالت کے کسی مدعی کے دعوے پر ایمان رکھنے والے لوگ مسلمانوں میں سے نہیں ہو سکتے۔ لیکن ہمیں اس پر دکھ ہے کہ یہ لوگ بوقتِ ضرورت اپنے آپ کو امت مسلمہ کا ایک فرقہ یا مسلمانوں کی ایک جماعت کیوں ظاہر کرنے لگتے ہیں اور اپنے اس منافقانہ طرزِ عمل سے بے خبر اور بھولے بھالے مسلمانوں کو فریب کیوں دیتے ہیں؟ (ص 497، ایضاً)

*۶۔ یہ ایک ٹھوس حقیقت ہے کہ پاکستان کی اسلامی مملکت میں اس قسم کی خطرناک ذہنیت رکھنے والی ایک جماعت موجود ہے جو دینی معتقدات کے لحاظ سے مسلمان کہلانے کے مستحق نہیں اور اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ ایک نئے دین کے پیرؤوں کی جماعت سمجھ رہی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی پناہ لینے کے لئے نوکریوں اور عہدے حاصل کرنے کے لئے ناجائز الاٹ منٹیں کرانے کے لئے، دنیوی اور سیاسی فوائد حاصل کرنے کے لئے اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے

کے لئے بوقت ضرورت اپنے آپ کو ’’مسلمانوں میں سے‘‘ ظاہر کرنے لگتی ہے۔ ظاہر ہے کہ مرزائیوں کی یہ منافقانہ روش مسلمانوں اور مرزائیوں کے درمیان جذبات وحسّیات کی تلخی اور کشیدگی کو نہ صرف جاری رکھے گی، بلکہ ترقی دیتی چلی جائیگی۔ (ص498، ایضاً)

*۷۔ مخفی نہ رہے کہ دین مرزائیت پچھلے دور کی برطانوی حکومت کی سیاسی مصلحتوں کا ’’خود کاشتہ‘‘ پودا ہے۔ جس کا اعتراف خود اس مذہب کے بانی مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ (ص499، ایضاً)

*۸۔ اس دور میں انگریز ہندوستان میں مسلمانوں کی سیاسی طاقت کو پامال کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ اور پٹے ہوئے اور سہمے ہوئے مسلمان دل سے فرنگی حکومت کے استیلا کو برا محسوس کر رہے تھے۔ بعض علماء ہندوستان کو دارالحرب قرار دے رہے تھے۔ ان حالات میں مرزا غلام احمد قادیانی نے مہدی، مسیح موعود، نبی اور رسول ہونے کے دعوؤں کے ساتھ مسلمانوں میں سے ایک ایسی جماعت تیار کرنے کا کام شروع کر دیا جو برطانیہ کی حکومت کو منجانب اللہ آیۂ رحمت سمجھے۔ اس کی غیر مشروط وفاداری کا دم بھرے۔ "جہاد بالسیف" کے عقیدہ کو مذہباً باطل ٹھہرا کر حکام وقت کی خوشنودی حاصل کرے۔ کیونکہ مسلمانوں کا یہی وہ جذبہ تھا جو دنیا میں ہر جگہ برطانیہ کی "استعماری سیاست" کی راہ میں مزاحم ہو رہا تھا اور مسلمانوں کے اسی جذبے سے برطانیہ کی حکومت کو ہندوستان میں خطرہ تھا۔ (ص500، ایضاً)

*۹۔ جس طرح باغبان اپنے خود کاشتہ پودے کی حفاظت وآبیاری میں بڑے اہتمام سے کام لیتا ہے۔ اسی طرح سرکار انگریزی نے دین مرزائیت کو فروغ دینے کے لئے مرزائی جماعت کی پرورش کرنا اپنی سیاسی مصلحتوں کے لئے ضروری سمجھا۔ اور اس دین کے پیروؤں سے مخبری، جاسوسی اور حکومت کے ساتھ جذبہ وفاداری کی نشر واشاعت کا کام لیتی رہی۔ (ص502 ایضاً)

*۱۰۔ عوامی تحریکوں نے سرکار انگریزی کو مجبور کر دیا کہ وہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے مطالبۂ آزادی کے سامنے سر جھکاتے ہوئے بھارت اور پاکستان کی دو آزاد مملکتیں پیدا ہونے دے، یہاں سے بھارت اور پاکستان کے متعلق مرزئیوں کی منافقانہ سیاست کا آغاز ہوا۔ جب تک مرزائی جماعت کے اکابر کو اس امر کا یقین نہ ہو گیا کہ پاکستان بن کر رہے گا۔ اس وقت تک وہ ہندوستان کو "اکھنڈ" رکھنے کے حامی بنے رہے، بلکہ مرزائیوں کے دین کا موجودہ پیشوا "مرزا بشیر الدین محمود" اپنے پیروؤں کو حسب معمول اپنے رؤیاؤں اور الہاموں کے بل پر یہ نقطہ سمجھاتا رہا ہے کہ اکھنڈ ہندوستان "احمدیت" کے فروغ کے لئے اللہ کی دی ہوئی وسیع بیس ہے۔ اس لئے مرزائیوں کو چاہیے کہ وہ اس معاملہ میں ہندوؤں اور عیسائیوں کے ساتھ مشارکت کرتے ہوئے ہندوستان کو "اکھنڈر" کھنے کی کوشش جاری رکھیں۔ لیکن جب

اس نے دیکھا کہ پاکستان تو بن کر رہے گا اور ہندو اور سکھ ان کی مشارکت کو قبول نہ کریں گے تو مرزا محمود نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ "ہم پاکستان کی حمایت اس لئے کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کا حق ہے"۔ اس مقام پر یہ نقطہ نوٹ کر لینے کے قابل ہے کہ "اکھنڈ" ہندوستان کی حمایت کا جذبہ تو مرزا محمود کے رؤیا اور الہام پر مبنی تھا، لیکن پاکستان کی حمایت کا اظہار محض واقعات کی رفتار کا نتیجہ ہے جس کے لئے مرزائیوں کے پاس کوئی رؤیائی یا الہامی سند موجود نہیں۔ (ص 503 ایضاً)

**۱۱۔ چودھری ظفر اللہ خان مرزائی نے پاکستان کا وزیر خارجہ بننے کے بعد بھارت کے ارباب حکومت سے قادیان سے سکھوں کے متبرک مقام "ننکانہ" تبادلہ کرنے کی بات چیت کی تھی جس کا حال انہی دنوں بھارت کے اخباروں نے شائع کر دیا تھا۔ "چودھری ظفر اللہ خان" کا مدعا یہ تھا کہ "ننکانہ صاحب" کا قصبہ بھارت کو دینے کے لئے پاکستان کی مملکت کا ایک معتد بہ ٹکڑا بھارت کے حوالے کر دیا جائے تا کہ مرزائی قادیان کی بستی کو حاصل کر لیں۔ مرزائیوں کی یہ خطرناک تجویز حکومت پاکستان کے کسی ہوشمند رکن کی بروقت فراست کے باعث عملی صورت اختیار نہ کر سکی۔ لیکن "چودھری ظفر اللہ خان" نے ننکانہ میں سکھ سیوا داروں کی ایک جماعت کو سکھوں کے متبرک مقامات کی دیکھ بھال کی اجازت دے کر بھارت کی حکومت سے پاکستان کے لئے نہیں اور پاکستان کے مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ مرزائی قوم کے لئے یہ حق حاصل کر لیا کہ مرزائی درویشوں کی ایک تعداد قادیان میں بود و باش رکھے۔ پاکستان کے وزیر خارجہ چودھری ظفر اللہ خان کے متذکرہ صدر کارنامے کے بعد یہ حقیقت "الم نشرح" ہو جاتی ہے کہ مرزائی جماعت کے لوگ قادیان کی خاطر پاکستان کا بڑے سے بڑا مفاد بھی قربان کرنے کے لئے آمادہ ہیں، چنانچہ ہر مرزائی نے اپنے پیشوا کو اس مضمون کا تحریری حلف نامہ دے رکھا ہے کہ وہ قادیان کے حصول کے لئے ہر قسم کی کوشش اور جدوجہد کرتا رہے گا، (ص 507، ایضاً)

*۱۲۔ مرزائی تنظیم کا رنگ و روغن صرف یہی نہیں کہ مرزائی اپنے پیشوا کو "امیر المومنین" کے لقب سے پکارتے ہیں بلکہ مرزائیوں کے اس امیر نے ایک قسم کا متوازی نظام حکومت بھی قائم کر رکھا ہے جس میں حکومتی نظام کی طرح الگ الگ شعبے اور نظارتیں موجود ہیں۔ نظارت امور داخلہ، نظارت امور خارجہ، نظارت نشر و اشاعت، نظارت امور عامہ، نظارت امور مذہبی وغیرہ کے نام سے مرزائیوں کی اس امارت کے باقاعدہ شعبے کام کر رہے ہیں اور تمام مرزائی بدرجہ اول اپنے "امیر المومنین" اور اپنے نظام حکومت کے تابع فرمان ہیں اور ملکی نظام حکومت کے کاموں میں اسی کے حکم اور اسی کی اجازت سے حصہ لیتے ہیں اس میں سے کوئی ملکی وزیر بنا لیا جاتا ہے یا کسی بڑے عہدے پر فائز کیا جاتا ہے۔ فوج

میں بھرتی ہوتا ہے یا کوئی اور ملازمت اختیار کرتا ہے تو معہود ذہنی کے ساتھ ایسا کرتا ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنے "امیر المومنین" کا تابع فرمان ہے۔ جس نے اسے مرزائیوں کے متوازی نظام حکومت کے مقاصد کی پیش رو کی غرض سے ایسا کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ (ص 510 ایضاً)

*۱۳۔ پاکستان کے ارباب حکومت وقیادت کی غفلت اور کم نگاہی کا نتیجہ ہے کہ مرزائی جماعت نے پاکستان میں آکر پاکستان کے نظام حکمرانی کے مقابلہ میں اپنا ایک متوازی نظام قائم کرلیا اور پاکستان کی سرکار کے مرزائی ملازم جو ہر صیغہ اور ہر شعبہ میں بڑے بڑے عہدوں اور کلیدی اسامیوں پر فائز نظر آتے ہیں۔ پاکستانی سرکار کے بجائے مرزائیوں کے اپنے نظام حکومت کے ظاہر اور مخفی احکام پر چلنے لگے۔ پاکستان کے وزیر خارجہ نے تو علی الاعلان بیرونی اسلامی ملکوں پر یہ ظاہر کرنا چاہا بلکہ ظاہر کرا دیا کہ پاکستان میں "امیر المومنین" بھی ہے۔ جس کے حکم اور ہدایت سے وہ پاکستان کی وزارت امورِ خارجہ کے وظائف ادا کر رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ عربوں کی انجمن نے چودھری ظفر اللہ خان سے لیک سکس میں قیام کرنے اور مسئلہ فلسطین کے متعلق بین الاقوامی سیاسی حلقوں میں عربوں کے زاویۂ نگاہ کی وضاحت کرنے کی جو درخواست کی تھی وہ ان کی پرائیوٹ یا مرزائیانہ حیثیت سے نہ تھی۔ بلکہ ان کی درخواست پاکستان کے اس وزیر امور خارجہ سے تھی جو انجمن اقوام متحدہ کے دوائر میں پاکستان کی نمائندگی کرنے پر مامور تھا۔ اس درخواست کے جواب میں چوہدری ظفر اللہ خان کا یہ کہنا کہ مجھے ٹھہرانے کی ضرورت ہے تو حکومت پاکستان سے نہیں بلکہ "امیر المومنین" سے استدعا کرو مرزا بشیر الدین محمود کو پاکستان کا "امیر المومنین" ظاہر کرنے کی کوشش نہیں تو اور کیا ہے؟۔

فرقان بٹیلین: اور لیجئے، مرزائیوں کا متوازی نظام حکومت صرف "امیر المومنین" اور محکمے شعبے اور نظارتیں ہی نہیں رکھتا بلکہ اس نے باقاعدہ فوج کی بنیاد بھی رکھ لی ہے۔ چنانچہ آزاد کشمیر کی افواج میں مرزائیوں کی ایک الگ پلٹن "فرقان بٹالین" کے نام سے قائم ہو چکی ہے۔ جس کو آزاد کشمیر کی حکومت سے اسلحہ بارود، وردی اور راشن مہیا کیا جاتا ہے۔ کہا جائیگا کہ اگر مرزائی اپنے شوق سے کشمیر کے جہاد آزادی میں حصہ لے رہے ہیں تو ان کی الگ "بٹالین" بنا دینے میں حرج کی بات ہی کیا ہے؟ لیکن سوال یہ ہے کہ آزاد کشمیر کی حکومت نے مرزائی مجاہدین کی الگ بٹالین کی اجازت کس بنا پر دی؟ کیا مرزائی دوسرے مجاہدین کی طرح آزاد کشمیر کی افواج میں عام لوگوں کی طرح بھرتی نہیں ہو سکتے تھے؟ ہو سکتے تھے لیکن مرزائیوں کے متوازی نظام حکومت کو اپنی جداگانہ تربیت یافتہ فوج تیار کرنا مقصود تھا۔ اس لئے مرزائی اکابر نے آزاد کشمیر کی کم نظر حکومت سے "فرقان بٹالین" بنانے کی اجازت حاصل کر لی تاکہ "مرزائی جوان" جنگی تربیت حاصل کرلیں اور جب مرزا بشیر الدین محمود کو کوئی نیا خواب آئے یا وہ کوئی نیا رؤیا دیکھنے کا دعویٰ کر

بیٹھے تو یہ فوج مرزائیوں کے متوازی نظام حکومت کے کام آسکے۔ (ص 517، ایضاً)

﴿پاکستان کے لئے ایک مستقل خطرہ﴾

*۱۴۔ ''مرزائیت'' کے خدوخال کا جو نقشہ قارئین کرام کے سامنے پیش کیا ہے اور مرزائی جماعت کی تنظیم کا تجزیہ کر دکھایا ہے وہ ٹھوس حقائق پر مبنی ہے اور ایسا کرتے وقت ہم نے کسی قسم کی مبالغہ آرائی، داستان سرائی اور متعصبانہ قیاس آرائی سے کام نہیں لیا۔ ہر دعویٰ کے ساتھ ہم نے محض بر سبیل تذکرہ خود مرزائی اکابر کے اعمال واقوال کے ناقابل تردید حوالے پیش کر دیئے ہیں، انہی بین اور روشن شواہد کی بنا پر ہم نے وہ نتائج اخذ کئے ہیں جو مرزائیت اور مرزائیوں کی تنظیم کے خطرناک رجحانات وعزائم کا پتہ دے رہے ہیں۔ اپنی صحافتی ذمہ داریوں کے پیش نظر ہمارا فرض منصبی یہ ہے کہ جمہور پاکستان اور اس کے ارباب فکر وقیادت نیز ارکان واعضائے حکومت کو اس کیفیت کی طرف توجہ دلائیں جو پاکستان میں دجل وتلبیس اور فریب ومکاری کے پردوں کے پیچھے نشو ونما پارہی ہے اور اس کا بروقت انسداد نہ کیا گیا تو کسی دن پاکستان کو کئی قسم کے خطرات سے دوچار کرنے اور پاکستان کے باشندوں کے بے طرح مبتلائے آلام بنانے کا موجب بن سکتی ہے۔ بلاشبہ ہم مرزا بشیر الدین محمود یا اس کے باپ کی طرح یہ پیشگوئی کسی وحی، الہام، رؤیا یا خواب کی بنا پر نہیں کر رہے ہیں بلکہ اس بصیرت کی بنا پر جو اللہ تعالیٰ اپنے عام بندوں کو عطا فرماتا ہے ایسا کہہ رہے ہیں۔ لیکن ہم کہے دیتے ہیں کہ مرزا غلام احمد کی "الہامی" پیشینگوئیاں اور مرزا بشیر الدین محمود کی "رؤیائی" تعبیریں تو غلط ہوسکتی ہیں لیکن ہمارا یہ پیش انداز حرف بحرف صحیح ثابت ہو کر رہے گا کہ "مرزائیت" مسلمانانِ پاکستان کو بھاری تکالیف اور ہمت آزما آلام میں مبتلا کر کے رہے گی۔ ان تکالیف وآلام سے بچنے کا واحد طریق یہ ہے کہ مرزائیت کی حدود ابھی سے متعین کر دی جائیں اور مرزائیوں کی تنظیم پر سرکاری اور غیر سرکاری حیثیت سے کڑی نگاہ رکھی جائے ورنہ اس طرف سے غافل رہنے کا خمیازہ مسلمانوں کو بھاری نقصانات کی صورت میں بھگتنا پڑے گا۔ (ص 521، ایضاً)

*۱۵۔ یہ وہ کیفیات ہیں جن کی موجود ہونے سے کسی کو خواہ وہ کتنا بڑا مرزائی یا ان کا دوست یا ان کا تنخواہ دار ہو، مجال انکار نہیں ہوسکتی اور ان کی کیفیات کی طرف مسلمانوں کے دینی عالم، سیاسی مفکر، واعظ، خطیب اور مقرر نیز مسلمانوں کے اخبارات کم وبیش توجہ مبذول کرتے رہے ہیں۔ لیکن پاکستان کے اربابِ حکومت وقیادت کو دینی حیثیت کے ان فتنوں اور سیاسی نوعیت کی ان شرارتوں کی طرف توجہ مبذول کرنے کی فرصت نہیں ملتی جو پاکستان کے خرمنوں کے لئے برقِ خرمن کی طرح پرورش پا رہی ہے۔ ان کیفیات وخطرات سے پاکستان کو بچانے کی ایک صورت تو یہ ہے کہ مرزائی جماعت کے لوگ اپنی دینی پوزیشن اور اپنے سیاسی عزائم پر از سر نو غور کریں اور ان تمام لغویتوں کو جو انہوں نے

انگریزوں کے عہد میں مسلمانوں کے دینی معتقدات کی تخریب اور ان کی دنیوی حیثیتوں کو نقصان پہنچانے کی نیت سے انگریزوں ہی کی شہ پر اختیار کر رکھی تھیں۔ خود ہی ترک کر کے مسلمان بن جائیں اور مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزا بشیر الدین محمود کی ساری خرافات کو دریائے چناب کے پانی میں بہادیں، جس کے کنارے وہ اپنا نیا مرکز ربوہ کے نام سے تعمیر کر رہے ہیں۔ (ص522، ایضاً)

حواشی: (نمبر۱) مولانا مرتضی احمد میکش درانی ابن مرید احمد خان، ابتدائے محرم ۱۳۱۷ھ بمطابق ۱۸۹۹ء میں پیدا ہوئے مولانا میکش نے لاہور سے نکلنے والے روزناموں مثلاً زمیندار، احسان، شہباز، مغربی پاکستان اور نوائے پاکستان میں رئیس التحریر کی حیثیت سے کام کیا۔ مولانا میکش مایہ ناز صحافی، بلند پایہ ادیب، ملت اسلامیہ کے بے باک ترجمان اور تحریک آزادی کے سرگرم رکن تھے، جمعیت علماء پاکستان کے مشیر قانونی اور قائد تحریک ختم نبوت مولانا ابوالحسنات قادری کے رفیق خاص تھے۔ ۱۹۴۶ء میں جب بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد ہوئی تو مولانا ابوالحسنات خاص طور پر آپ کو اپنے ساتھ لے گئے۔ وہاں مولانا میکش خصوصی اجلاسوں میں شریک ہوئے اور متعدد قراردادیں پیش کیں جو اتفاق رائے سے منظور کی گئیں۔ ۲۷ جولائی ۱۳۷۹ھ ۱۹۵۹ء کو مست شراب الست ہو کر راہی دار آخرت ہوئے۔

ردِ قادیانیت تحفظ عقیدہ ختم نبوت اور رد مرزائیت کے سلسلے میں مولانا مرحوم کی مندرجہ ذیل مستقل تصانیف بھی منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔

۱۔ البرز شکن گرز عرف مرزائی نامہ 1936

۲۔ پاکستان میں مرزائیت کا مستقبل 1950

۳۔ قادیانی سیاست 1951

۴۔ کیا پاکستان میں مرزائی حکومت قائم ہوگی؟ 1952

۵۔ محاسبہ 1954ء رسوائے زمانہ منیر رپورٹ پر آپ نے نہایت جامع اور بلیغ تبصرہ فرمایا۔

مزید حالات عقیدہ ختم نبوت جلد ۸ میں ملاحظہ فرمائیے۔

(نمبر۲) شاہین عقیدہ ختم نبوت مفتی محمد امین قادری عطاری ابن محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ (۷نومبر ۱۹۷۲/۲۰دسمبر ۲۰۰۵) نے تحریک ختم نبوت کی قلمی جہاد کی سرگزشت کو جو تقریباً سوا صدی پر محیط علماء و مشائخ اہلسنت کی علمی و عملی جدوجہد پر مشتمل منتشر کام کو یکجا کیا۔ قلمی جہاد کی یہ سرگزشت 1883 سے 1936 تک پندرہ جلدوں پر مشتمل انسائیکلو پیڈیا عقیدہ ختم النبوۃ کے نام سے معروف ہے۔ پندرہ (15) جلدوں کے اس مجموعہ میں کل تیس (30) علمائے اہلسنت کی باسٹھ (62) کتب و رسائل، سات ہزار چھ سو چوہتر (7674) صفحات پر مشتمل ہیں۔ مزید جلدیں اشاعت کی منتظر ہیں۔ (جونا گڑھی)

قربانی کے چند ضروری مسائل

مخصوص جانور کو مخصوص ایام میں بہ نیت قرب الٰہی ذبح کرنا قربانی کہلاتا ہے۔

آیئے قربانی کے متعلق چند مسائل بیان کرتے ہیں۔

(۱) مسلمان (مرد و عورت) ہو

(۲) بالغ پر (بچہ اور مجنون پر قربانی واجب نہیں)

(۳) مقیم پر ہے (مسافر پر قربانی واجب نہیں)

(۴) صاحب نصاب کا ہونا (حاجاتِ اصلیہ کے علاوہ جس کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی، ساڑھے سات تولے سونا یا اس کے برابر نقدی ہو۔

(۵) آزاد ہو۔

☆ جس شخص پر قربانی واجب نہ تھی اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس پر قربانی واجب ہو جائے گی۔ (شامی)

☆ اگر کسی شخص کی بیوی اور بالغ اولاد صاحبِ نصاب ہیں تو ان کی طرف سے ان پر الگ قربانی واجب ہوگی۔

☆ قربانی کیلئے زکوٰۃ کی طرح سال گزرنا ضروری نہیں بلکہ موجودہ مالی حالت دیکھی جائے گی۔

﴿قربانی کے ایام﴾

قربانی کی عبادت تین دن دس، گیارہ اور بارہ ذوالحجہ ان کے علاوہ دوسرے دنوں میں یہ قربانی (سنت ابراہیمی) عبادت نہیں (تین دن اور دو راتیں یعنی دس ذوالحجہ کی صبح صادق سے لے کر بارہ ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک ہے)

☆ دن کو قربانی کرنا افضل ہے البتہ رات کو بھی قربانی کی جا سکتی ہے۔

☆ جس شخص پر قربانی واجب ہوا سے کرنی چاہیے اگر وہ کسی وجہ سے قربانی کی عبادت ادا نہ کر سکا اور قربانی کے دن گزر گئے تو جو جانور خریدا تھا اسے صدقہ کر دے ورنہ ایک بکری کی قیمت صدقہ کر دے۔

یاد رکھیں قربانی کے ایام میں جانور کی قیمت صدقہ کرنے یا اس رقم کو کسی رفاہی ادارے/کام پر خرچ کرنے سے واجب ادا نہیں ہوگا ہمیشہ گنہگار رہے گا۔ کیونکہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے۔

﴿جانور اور ان کی عمر﴾

قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں (نر اور مادہ، دونوں)

(الف) اونٹ کی عمر پانچ سال ہونا ضروری ہے۔ اس سے کم عمر کے اونٹ یا اونٹنی کی قربانی جائز نہیں۔

(ب) گائے، بیل، بھینس، بھینسا ان کی عمر دو سال ہونا لازمی ہے۔ اس سے کم عمر کے جانور کی قربانی جائز نہیں۔

(ج) بکرا، بکری، دنبہ، دنبی، بھیڑ، مینڈھا (چھترا) ان کی عمر ایک سال ہونا ضروری ہے۔ (مذکورہ بالا عمر سے زیادہ ہو تو افضل ہے)

مسئلہ: اگر دنبہ یا بھیڑ کا بچہ چھ مہینے کا ہو لیکن وہ اتنا موٹا تازہ ہو کہ دور سے دیکھنے پر سال کا معلوم ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

مسئلہ: وحشی جانور جیسے ہرن یا نیل گائے وغیرہ کی قربانی جائز نہیں۔

﴿حصہ دار﴾

☆ بکرا بکری، بھیڑ، دنبہ، مینڈھا ذبح کرنے سے صرف ایک شخص کی طرف سے قربانی ادا ہوگی۔

☆ گائے، بیل، بھینس، اونٹ، اونٹنی کی قربانی میں سات افراد شریک ہو سکتے ہیں۔

☆ قربانی کے جانور میں حصہ ڈالنے والے مسلمانوں کی نیت صرف رضائے الٰہی اور سنت ابراہیمی کی ادائیگی ہو نہ کہ گوشت کھانے کی۔

☆ عقیقہ کا حصہ بھی قربانی کے جانور میں ڈالا جا سکتا ہے۔

☆ ہر حصہ دار کا ہر اعتبار سے حصہ برابر ہو، یعنی جانور کی قیمت میں اور جانور کے گوشت میں۔

(تفصیل کے لیے بہار شریعت کا مطالعہ ضروری ہے)

اور ہم غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں؟؟؟؟

ایک چھوٹا بچہ اپنے دونوں ہاتھوں میں ایک ایک سیب لے کر کھڑا تھا۔ اس کے والد نے مسکراتے ہوئے کہا ''بیٹا ایک سیب مجھے دے دو'' اتنا سنتے ہی اس بچے نے ایک سیب کو اپنے دانتوں سے کاٹ لیا۔ اس سے پہلے اس کے والد اسے کچھ بول پاتے اس نے دوسرا سیب بھی اپنے دانتوں سے کاٹ لیا...... اپنے بیٹے کی اس حرکت پر والد حیران رہ گئے، اور ان کے چہرے سے اب مسکراہٹ بھی غائب ہو گئی تھی... تب ہی بیٹے نے اپنے ننھے ہاتھ کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا ''ابو یہ لیں، یہ والا زیادہ میٹھا ہے''

شاید ہم کبھی کبھی پوری بات اور معاملات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔۔!!

کعبہ معظّمہ میں اہم ترین زیارات

حضور فیض ملت مفسرِ اعظم پاکستان علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ کا سفرنامہ حرمین ''فیضانِ حج وعمرہ'' جس کی ترتیب کی سعادت حضرت مولانا ابو احمد غلام حسن اویسی (پاک پتن شریف) کو حاصل ہوئی، سے اکتساب۔ (ادارہ)

مقامِ ابراہیم

خانہ کعبہ سے تقریباً سوا 13 میٹر مشرق کی جانب مقام ابراہیم قائم ہے۔ یہ وہ پتھر ہے جو بیت اللہ کی تعمیر کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے قد سے اونچی دیوار قائم کرنے کیلئے استعمال کیا تھا تا کہ وہ اس پر اونچے ہو کر دیوار تعمیر کریں۔

1967ء سے پہلے اس مقام پر ایک کمرہ تھا مگر اب سونے کی ایک جالی میں بند ہے۔ اس مقام کو مصلّٰی کا درجہ حاصل ہے۔ اس پتھر پر بطورِ معجزہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے صاف نشانات بقدر سات انگشت گڑھے ہوئے ہیں۔ اب یہ پتھر جالی دار ستونوں کے چھوٹے سے قبہ میں بند ہے یہ قبہ بابِ کعبہ کے سامنے مشرقی طرف ہے۔ ارشاد ہے

''وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى'' (سورۃ البقرۃ، آیت ۱۲۵)

''اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ''

اب یہ بند ہونے کی وجہ سے اس کے اردگرد طواف کے نفل پڑھے جاتے ہیں۔

چار ہزار برس کے طویل زمانے سے اس بابرکت پتھر پر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مبارک قدموں کے نشان موجود ہیں۔ اس طویل مدت سے یہ پتھر کھلے آسمان کے نیچے زمین پر رکھا ہوا ہے۔ اس پر چار ہزار برساتیں گزر گئیں، ہزاروں آندھیوں کے جھونکے اس سے ٹکرائے بارہا حرم کعبہ میں پہاڑی نالوں سے برسات میں سیلاب آیا اور یہ مقدس پتھر سیلاب کے تیز دھاروں میں ڈوبا رہا، کروڑوں انسانوں نے اس پر ہاتھ پھیرا مگر اس کے باوجود آج تک حضرت خلیل علیہ السلام کے جلیل القدر قدموں کے نشان اس پتھر پر باقی ہیں جو بلاشبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک بہت ہی بڑا اور نہایت ہی معظم معجزہ ہے۔ اور یقیناً یہ پتھر خداوند قدوس کی آیات بینات اور کھلی ہوئی روشن نشانیوں میں سے ایک بہت بڑا نشان ہے اور اس کی شان کا یہ عظیم الشان نشان ہر مسلمان کے لئے بہت بڑی عبرت کا سامان ہے کہ خداوند قدوس نے تمام مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ تم لوگ میرے مقدس گھر خانہ کعبہ کے طواف کے بعد اسی پتھر کے پاس دو رکعت نماز ادا کرو۔ تم لوگ نماز تو میرے لئے پڑھو اور سجدہ میرا ادا کرو لیکن مجھے یہ محبوب ہے کہ سجدوں کے وقت تمہاری پیشانیاں اس مقدس پتھر کے پاس زمین پر لگیں کہ جس پتھر پر میرے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے

قدموں کا نشان بنا ہوا ہے۔

مقام غور مسلمانو! مقامِ ابراہیم کی عظمت شان سے یہ سبق ملتا ہے کہ جس جگہ اللہ کے مقدس بندوں کا کوئی نشان موجود ہو وہ جگہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت زیادہ عزت وعظمت والی ہے اور اس جگہ خدا کی عبادت خدا کے نزدیک بہت ہی بہتر اور محبوب تر ہے۔

اب غور کرو کہ مقامِ ابراہیم جب حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے قدموں کے نشان کی وجہ سے اتنا معظم ومکرم ہوگیا تو خدا کے محبوب اکرم اور حبیب معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار انور کی عظمت و بزرگی اور اس کے تقدس وشرف کا کیا عالم ہوگا کہ جہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف نشان ہی نہیں بلکہ خدا کے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا جسم انور موجود ہے اور اس زمین کا ذرہ ذرہ انوارِ نبوت کی تجلیوں سے رشکِ آفتاب وغیرتِ ماہتاب بنا ہوا ہے۔ مسلمانو! کاش قرآن مجید کی یہ آیات لوگوں کی آنکھوں میں ایمانی بصیرت کا نور پیدا کریں تاکہ لوگ روضہ اقدس کی تعظیم وتکریم کر کے دونوں جہاں میں مکرم و معظم بن جائیں اور اس کی توہین و بے ادبی کر کے شیطان کے پنجۂ گمراہی میں گرفتار نہ ہوں اور جہنم کے شدید عذاب میں مبتلا نہ ہوجائیں اور کاش ان چمکتی ہوئی آیات بینات سے ان لوگوں کو عبرت حاصل ہو جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر منور کو مٹی کا ڈھیر کہہ کر اس کی توہین و بے ادبی کرتے رہتے ہیں اور گنبدِ خضراء کو منہدم کرنے اور گرا کر مسمار کر دینے اور نشانِ قبر مٹا دینے کے درپے رہتے ہیں۔

حطیمِ کعبہ

کعبہ مشرفہ کی شمالی دیوار کے ساتھ جو ایک قوس نما احاطہ سا بنا ہوا ہے اسے عرفِ عام میں حطیم یا حجر اسماعیل کہتے ہیں اور عام طور سے اس کے بارے میں یہ تصور ہے کہ یہ کعبہ مشرفہ کا اندرنی حصہ ہے جو اہل قریش کی تعمیر کے وقت سرمائے کی کمی وجہ سے تعمیر نہ ہوسکا اور کعبہ مشرفہ کے باہر ہی رہ گیا اور اس کی حدود کا تعین کرنے کے لیے کہ یہ کعبہ کا اندرونی حصہ ہے اس کے گرد ایک قوس نما دیوار بنا دی گئی تاکہ طواف کرنے والے اس کے باہر سے طواف کریں اور دورانِ طواف وہ کعبہ کی حدود کے اندر نہ آجائیں کیوں کہ طواف کعبہ کی حدود کے باہر سے کرنا ہوتا ہے۔ یہ قوس نما دیوار جو آپکو کعبہ معظمہ کے باہر نظر آتی ہے اور اس کے باہر سے لوگ طواف بھی کر رہے ہیں۔ حطیم میں جو نفل نماز ادا کرتا ہے اسکا عمل بالکل ایسا ہے جیسا کہ کسی نے کعبہ شریف کے اندر نماز پڑھی۔

آج کل کا حطیم انتہائی خوبصورت ٹھنڈے سفید ماربل کے سلیبوں (SLABS) سے مزین ہے لیکن آج کے زائرین اس

کے اندر موجود کچھ عظیم مقامات کی زیارت سے اب محروم ہیں اگر انکو حطیم میں موجود ان گوشوں کا علم ہے بھی تو وہ ان گوشوں کی اصل صورت سے بہر حال نابلد ضرور ہیں۔

اصل میں حطیم یا حجر اسماعیل دو حصوں پر مشتمل ہے۔ کعبہ مشرفہ کی وہ دیوار جس پر میزاب رحمت یعنی چھت سے پانی گرنے کا پرنالہ لگا ہے، وہاں سے لیکر تین اعشاریہ ایک میٹر حطیم کے اندر کا حصہ اصل میں کعبہ کا اندرونی حصہ ہے جو قریش کی تعمیر کے وقت جائز اور حلال رقم نہ ہونے کی وجہ سے کعبہ مشرفہ میں شامل نہ کیا جا سکا بقیہ پورا حطیم قوس نما دیوار تک کعبہ کا اندرونی حصہ نہیں ہے بلکہ یہ وہ جگہ ہے جہاں بی بی سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے سیدنا اسماعیل علیہ سلام کے ساتھ کعبہ کی دیوار سے ملحق رہائش پذیر تھیں، اس مقام پر ان دونوں ماں بیٹے اور انکی بکریوں کے لیے پیلو کی لکڑیوں اور کھجور کی شاخوں سے ایک جھونپڑی بنائی گئی تھی اور یہ دونوں ہستیاں کعبہ کی دیوار سے ٹیک لگا کر اپنے حجرے میں رہا کرتی تھیں۔ کیا خوب رہائش تھی جو اللہ کریم نے ان دونوں ہستیوں کے مقدر میں لکھی تھی ”رشک کرتے ہیں محلوں میں رہنے والے اس جھونپڑے پر“ بی بی سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا اسماعیل علیہ سلام کے حجرے یا جھونپڑے کو ”حجر اسماعیل“ کہتے ہیں اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ کعبہ کی دیوار سے تین اعشاریہ ایک میٹر کا حصہ اصل حطیم یعنی کعبہ کا اندرونی حصہ ہے جبکہ باقی پورا حصہ، قوس نما دیوار تک ”حجر اسماعیل“ ہے اہل قریش کی تعمیر کے وقت وہ دیوار اس جگہ سے نہ اٹھائی جا سکی جو بی بی سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا اسماعیل علیہ سلام کے حجرے سے بالکل ملی ہوئی تھی اور جس سے ٹیک لگا کر یہ دونوں ہستیاں بیٹھا کرتی تھیں بلکہ یہ دیوار کعبہ کی اصل حدود سے تین اعشاریہ ایک میٹر پہلے ہی کھڑی کر دی گئی۔ اس سے ہوا یہ کہ کعبہ کا تین اعشاریہ ایک میٹر کا اندرونی حصہ خود بخود حجر اسماعیل میں شامل ہو گیا اور اس طرح حطیم اور حجر اسماعیل ایک دوسرے میں مدغم ہو گئے جو آج تک ہیں، اسی لیے کچھ لوگ اسے حطیم اور کچھ ”حجر اسماعیل“ کہتے ہیں۔

ایک بات کی وضاحت اور ضروری ہے کہ اہل قریش کی تعمیر سے قبل کعبہ مشرفہ پر چھت نہیں تھی اور اہل قریش اس پر پہلی مرتبہ چھت ڈالنا چاہتے تھے لیکن جائز اور حلال سرمایہ اتنا نہیں تھا کہ پورے کعبہ مشرفہ کی چھت ڈالی جا سکے، اس لیے ایک جانب سے کعبہ کی دیوار اصل کعبہ کی حدود سے تین اعشاریہ ایک میٹر پہلے ہی کھڑی کر دی گئی۔ یہ دیوار کعبہ کی اصل بنیاد پر قائم نہیں ہے اور اصل بنیاد کعبہ کے باہر حطیم میں تین اعشاریہ ایک میٹر کے فاصلے پر ہے۔

سیدنا اسماعیل علیہ سلام کی عمر مبارک ابھی پندرہ سال تھی کہ آپکی والدہ سیدہ بی بی ہاجرہ کا انتقال ہو گیا تو آپکی تدفین حجر اسماعیل میں ہی کر دی گئی اس تدفین کے تقریباً ایک سو اکیس سال بعد جب سیدنا اسماعیل علیہ سلام کا انتقال 136 سال کی عمر مبارک میں ہوا تو آپکی تدفین بھی حجر اسماعیل میں اپنی والدہ کی قبر سے 63 انچ کے فاصلے پر میزاب رحمت کے عین

نیچے کی گئی۔

مشہور سیاح ''ابنِ بطوطہ'' اپنے سفرنامے میں مکہ مکرمہ کی حاضری کا احوال لکھتے ہوئے کہتا ہے ''حضرت اسماعیل علیہ سلام کی قبر پر ایک سبز مستطیل محرابی شکل کا سنگ مرمر لگایا گیا تھا جس کی چوڑائی تقریباً چودہ انچ تھی، اس سے تقریباً 63 انچ کے فاصلے پر رکن عراقی کی جانب بی بی ہاجرہ بھی استراحت گزیں ہیں، انکی قبر پر سبز گول رنگ کا سنگ مرمر لگا ہے''

لیکن موجودہ حطیم میں ایسی کوئی نشانیاں نہیں بس اب آپ کعبہ معظمہ میں ان مقامات کو دیکھ کر صرف اپنے ذہنوں میں تصور باندھ سکتے ہے اور آپ کا یہ تصور بھی یقینی طور سے آپکی روحانی تسکین کا باعث ضرور بنے گا۔ (فیضان حج وعمرہ)

کبھی جامع سیرانی مسجد بہاولپور کی جدید تعمیر کا نظارہ کریں

مدینہ شریف یاد آتا ہے

بہت مختصر عرصہ میں حضور فیض ملت علیہ الرحمہ کی عظیم یادگار جامع سیرانی مسجد بہاولپور کی تعمیر نو تین منزلیں مکمل ہوئیں جہاں ہزاروں نمازیوں کے لئے باجماعت نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ جبکہ گنبد خضریٰ شریف کی نسبت سے گنبد جگمگ کر کے اہل ایمان کو یاد مدینہ کا خوبصورت منظر پیش کر رہا ہے۔ اب محراب مسجد کے نظارہ سے محراب نبوی شریف یاد آتا ہے۔

پہلی منزل کی تکمیل کے بعد بیسمینٹ کا کام شروع ہے اس میں ماربل کا فرش اور دیواروں پر ٹائیل اور سیمنٹ اور چار عدد لکڑی کے دروازے اور الیکٹرک کام ہونا باقی ہے یہ سعادت آپ حاصل کریں صدقہ جاریہ ہے جب تک مسجد قائم رہے گی نمازی عبادت وریاضت کرتے رہیں گے اجر وثواب کا سلسلہ جاری رہے گا۔

عطیات آن لائن بھیجنے کی صورت میں بنام جامع مسجد سیرانی بہاولپور مسلم کمرشل بینک عیدگاہ برانچ بہاولپور اکاونٹ نمبر 2-1503-0100-01-1136 ارسال کریں۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتوں کے ساتھ حسن سلوک

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے سارے عالمین کے لیے نبی رحمت بنا کر بھیجا تو آپ کی شانِ رحیمی و کریمی اس صنفِ نازک پر کیوں سایہ فگن نہ ہوتی جس کو دنیا آبگینہ جیسے لطیف و نازک شئی کے ساتھ تشبیہ دیتی ہے بلکہ نرم اور نازک شے کے ساتھ دنیا والوں کی رعایت واہتمام بھی زیادہ ہوتا ہے تو آپ کے رحم و کرم سے عورت کیوں محروم ہوتی، آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات میں عورت کی رعایت اور اس کی صنفی نزاکت کے ساتھ احکام موجود ہیں، دورِ حاضر کا اس صنف نازک کے ساتھ یہ المیہ ہے کہ اس نے عورت کو گھر کی ملکہ کے بجائے شمع محفل بنا دیا ہے، اس کی نسوانیت اور نزاکت کو تار تار کرنے کے لیے زینتِ بازار اور اپنی تجارت کے فروغ کا آلۂ کار اور ذریعہ بنا دیا، عورت کے لیے پردہ کے حکم میں دراصل اس کی نزاکت کی رعایت ہی مقصود ہے کہ اسے مشقت انگیز کاموں سے دور رکھ کر اس کو امورِ خانہ داری کی صرف ذمہ داری سونپی جائے۔

اللہ عزوجل اپنے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ کتاب میں عورتوں کے تعلق سے فرمایا ہے

عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ (پارہ۴، سورۃ النساء، آیت ۱۹)

اور ان عورتوں کے ساتھ خوبی کے ساتھ گزارا کیا کرو۔

﴿عورتوں کے ساتھ بہتر سلوک کی تاکید﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ساتھ بہترین سلوک اور برتاوہ کی تاکید فرمائی، خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور ان کے ساتھ حسن سلوک فرماتے۔

☆ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سب سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں، اور میں تم میں اپنی خواتین کے ساتھ بہترین برتاؤ کرنے والا ہوں۔

(ترمذی کتاب المناقب)

☆ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا

حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو عورتوں کے بارے میں بھلائی کی نصیحت کرتا ہوں۔ (صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصية بالنساء)

☆ ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور بہترین برتاؤ کو کمالِ ایمان کی شرط قرار

دیا ہے۔

☆ حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں اس آدمی کا ایمان زیادہ کامل ہے جس کا اخلاقی برتاؤ (سب کے ساتھ (اور خاص طور) بیوی کے ساتھ) جس کا رویہ لطف ومحبت کا ہو۔ (المستدرک)

﴿ازواجِ مطہرات کے ساتھ آپ کا حسن سلوک﴾

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے ازواج کے ساتھ کس طرح بے تکلف، پرلطف اور دوستانہ تعلقات تھے اسکا اندازہ مندرجہ ذیل واقعات سے لگایا جاسکتا ہے۔

☆ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو دونوں حالتوں کا علم مجھے ہوجاتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کس طرح علم ہوجاتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو "وَرَبِّ مُحَمَّدٍ" (محمد کے رب کی قسم) کے الفاظ سے قسم کھاتی ہو، اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو "وَرَبِّ اَبْرَاهِيْمَ" (ابراہیم کے رب کی قسم) کے الفاظ سے قسم کھاتی ہو، اس وقت تم میرا نام نہیں لیتیں بلکہ حضرت ابراہیم کا نام لیتی ہو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: (یارسول اللہ! میں صرف آپ کا نام چھوڑتی ہوں) نام کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑتی۔

(صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب مایجوز من الھجران من عصی)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نکاح ورخصتی کے بعد آپ کے پاس آجانے کے بعد بھی گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور میرے ساتھ کھیلنے والی میری سہلیاں تھیں، جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف لاتے تو وہ (آپ کے احترام میں کھیل چھوڑ کر) گھر کے اندر چھپتیں تو آپ ان کو میرے پاس بھجوادیتے اور میرے ساتھ کھیلنے لگتیں۔ (صحیح البخاری، باب الانبساط الی الناس)

﴿عورت پر ظلم وزیادتی کی مذمت﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صنف نازک کو مارنے پیٹنے یا اس کو کسی بھی قسم کی تکلیف دینے سے سختی سے منع فرمایا

روایت ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو اس طرح نہ پیٹنے لگے جس طرح غلام کو پیٹا جاتا ہے اور پھر دوسرے دن جنسی میلان کی تکمیل کے لیے اس کے پاس پہنچ جائے۔

(صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب ما یکرہ من ضرب النساء)

☆ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیویوں کے حقوق کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: جب تم کھاؤ تو اس کو کھلاؤ اور جب تم پہنو تو اس کو پہناؤ، نہ اس کے چہرے پر مارو اور نہ برا بھلا کہو اور نہ جدائی اختیار کرو، اس کا موقع آ بھی جائے تو یہ گھر میں ہی ہو۔ **(سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فی حق المرأۃ علی زوجھا)**

☆آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو مارنے پیٹنے والوں کو خراب لوگ فرمایا

حدیث میں ہے اپنی بیویوں کو مارنے والے اچھے لوگ نہیں ہیں۔ **(صحیح ابن حبان، باب معاشرۃ الزوجین)**

☆ اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں میں سے کسی پر بھی ہاتھ نہیں اٹھایا۔ **(مسلم، باب مباعدتہ)**

عورت کے حقوق کی تاکید

جس طرح مرد یہ چاہتا ہے کہ بیوی اس کے لیے بناؤ سنگار کرے، اسی طرح مرد کو بھی عورت کے لئے بناؤ سنگار کرنا چاہیے اور صاف ستھرا رہنا چاہیے۔

☆ابن عباس فرمایا کرتے تھے کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لیے میں بھی اپنی زینت کروں جس طرح وہ مجھے خوش کرنے کے لیے اپنا بناؤ سنگھار کرتی ہے چونکہ ارشادِ باری عزوجل ہے

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ (پارہ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۲۸)

اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق۔

میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ تو میری تمام حقوق کی ادائیگی کرے، حالانکہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ

وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ

اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیھقی، باب حق المرأۃ علی الزوج)

یعنی جس طرح مرد کو ہر اعتبار سے عورت پر فضیلت حاصل ہے، اسی طرح اسے اخلاق کے اعتبار سے بھی اس پر فضیلت ہونا چاہیے۔

عن اَبی یُوسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَّهُ قال کما یُعجِبُنی اَنْ تَتزَیَّنَ لی یُعجِبُهَا اَنْ اَتزَیَّنَ لها

ابو یوسف سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جیسے مجھے یہ پسند ہے کہ میری بیوی میرے لیے زینت کرے، اسے بھی یہ اچھا

لگتا ہے کہ میں اس کے لیے زینت کروں۔ (فتاویٰ ہندیہ)

﴿اپنی ازواج کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے﴾

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ تھی، کبھی گھر میں آٹا گوندھ دیتے، گھر کی دیگر ضروریات پوری کرتے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں معمولات کے بارے میں پوچھا، توانھوں نے بتایا کہ اپنی بکری کا دودھ دوہتے، اپنے کپڑے سی لیتے، اپنی خدمت خود کرلیتے، اپنے جوتے سی لیتے اور وہ تمام کام کرتے جو مرد اپنے گھر میں کرتے ہیں، وہ اپنے گھر والوں کی خدمت میں لگے ہوتے کہ جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو چھوڑ کر چلے جاتے۔

(ترمذی، باب مما فی صفة اوانی الحوض)

﴿بچیوں کی پرورش کی فضیلت﴾

آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ رحم وکرم نہ صرف ازواج مطہرات کے ساتھ مخصوص تھا بلکہ پوری صنف نازک کے ساتھ آپ نے بہترین برتاؤ کا حکم کیا، قبل از اسلام عرب میں لڑکیوں ں کو زندہ در گور کرنے کا رواج تھا، لڑکی کی پیدائش کو باعث ننگ وعار باور کیا جاتا، جیسا کہ قرآن مجید نے خود اس کی منظرکشی کی ہے

وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰی ظَلَّ وَجْهُه مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ٥ يَتَوَارٰی مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْءِ مَا بُشِّرَ بِه۔

(پارہ ۱۴، سورۃ النحل، آیت ۵۷و۵۸)

ترجمہ: جب ان میں سے کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصہ کھاتا ہے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس بشارت کی برائی کے سبب۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف عورت کو جینے کا حق دیا اور اس کو معاشرہ میں بلند مقام عطا کیا، بلکہ عورت کے وجود کو خیر وبرکت کا باعث اور نزول رحمت کا ذریعہ اور اس کی نگہداشت اور پرورش کو دخولِ جنت کا ذریعہ بتایا۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس مسلمان کی دو بیٹیاں ہوں، پھر جب تک وہ اس کے پاس رہیں یا یہ ان کے پاس رہے اور وہ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے تو وہ دونوں بیٹیاں اس کو ضرور جنت میں داخل کرادیں گی۔ **(صحیح ابن حبان، باب ما جاء فی الصبر والثواب)**

☆ حضرت انس ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے دو لڑکیوں کی پرورش اور دیکھ بھال کی وہ شخص اور میں جنت میں اس طرح اکٹھے داخل ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں۔ یہ ارشاد فرما کر آپ نے اپنی

دونوں انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔ (ترمذی، باب ما جاء فی النفقة علی البنات والاخوات)

☆حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے ان بیٹیوں کے کسی معاملہ کی ذمہ داری لی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اس کے لیے دوزخ کی آگ سے بچاؤ کا سامان بن جائیں گی۔ (صحیح البخاری باب رحمة الولد)

﴿عورتوں کی کوتاہیوں سے درگذر کا حکم﴾

نہ صرف نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کے ساتھ بہترین سلوک اور برتاؤ کا حکم دیا بلکہ اس کی کمزوری اور خاص مزاجی کیفیت کی وجہ سے پیدا ہونے والی تکالیف کو انگیز کرنے کی بھی تاکید فرمائی اسی کو اللہ عزوجل نے یوں فرمایا: وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝ (پارہ ۴، سورۃ النساء، آیت ۱۹)

ترجمہ: اور اُن سے اچھا برتاؤ کرو پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے۔

☆اسی کو ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان مرد کسی مسلمان عورت کو اس لیے مبغوض نہ رکھے کہ اس کی کوئی عادت ناگوارِ خاطر ہے؛ اس لیے کہ اگر ایک عادت ناپسند ہے تو ممکن ہے کوئی دوسری عادت پسند آجائے (مسلم، باب الوصية بالنساء)

ان روایات سے پتہ چلتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے ساتھ خصوصیت سے رحم وکرم کا معاملہ فرمایا، اس کی صنفی نزاکت کو ملحوظ رکھ کر اس کے ساتھ رحم وکرم کرنے کا حکم دیا، اس پر بار اور مشقت ڈالنے سے منع فرمایا، اس پر بے جا سختی سے روکا؛ اس کو قعرِ مذلت سے نکال عزت ووقار کا تاج پہنایا، ماں، بہو، ساس، بیوی وغیرہ کی شکل میں اس کے حقوق عنایت کیے، اس کی تعظیم واکرام کا حکم کیا، اس کی پرورش وپرداخت اور اس کی نگرانی اور دیکھ بھال کو جنت کا وسیلہ اور ذریعہ فرمایا۔

حضور فیض ملت..... زندگی بھر جو ناموسِ رسالت کا پہرہ دیتا رہا

﴿باب المدینہ (کراچی) میں حضور فیضِ ملت علیہ الرحمہ کا پانچویں سالانہ عرس مبارک کی روئیداد﴾

اُویسی میلاد کمیٹی فیڈرل بی ایریا کراچی کے زیرِ اہتمام حضور فیض ملت مفسرِ اعظم پاکستان علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ الرحمہ کے پانچواں سالانہ عرس مبارک کی تقریب 22 اگست بروز ہفتہ بعد نمازِ عشاء جامع مسجد میمن صدیق آباد میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب کے مہمانِ خصوصی جگر گوشۂ فیضِ ملت صاحبزادہ مفتی محمد فیاض احمد اُویسی رضوی مدظلہ دبئی سے صبح پانچ بجے کراچی پہنچے تو باب المدینہ (کراچی) کے علماء و مشائخ عظام سے ملاقات سلسلہ شروع ہوا۔

☆بعد نمازِ ظہر مخدومِ اہلسنت قاری محمد مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمہ کے مزار شریف پر حاضری دی اور حضرت علامہ سیّد شاہ عبدالحق قادری مدظلہ سے ملاقات کی۔ دونوں صاحبزادگان نے مسلکِ حق اہلسنت کی ترویج واشاعت کے حوالے سے مل جل کر کام کرنے کی اہمیت کو سراہا۔

☆بعد نمازِ مغرب جامع مسجد گلزارِ حبیب (سولجر بازار) میں خطیبِ پاکستان علامہ حافظ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر حاضری دی اور حضرت علامہ ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی صاحب سے ملاقات کی۔

☆بعد نمازِ عشاء جامع مسجد میمن صدیق آباد میں حضور فیض ملت علیہ الرحمہ کے عرس مبارک کی تقریب تھی۔ تلاوتِ کلامِ مجید کے بعد ممتاز نعت خواں حضرات حافظ محمد بلال قادری، محمد بلال اُویسی، حافظ محمد طاہر قادری نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں گلہائے عقیدت پیش کیا۔ حضرت علامہ مفتی محمد فیاض احمد اُویسی مدظلہ العالی کی آمد پر علمائے کرام اور عوام نے بھرپور طریقہ سے ان کا استقبال کیا۔ علمائے کرام میں حضور فیض ملت علیہ الرحمہ کے خلفاء، حضرت علامہ مفتی اعجاز احمد اُویسی اور حضرت علامہ مشتاق احمد اُویسی قادری، صوفی مقصود حسین قادری اویسی، الحاج محمد احمد قادری اویسی کاروانِ اسلامی (انٹرنیشنل) اسٹیج پر رونق افروز تھے۔

تمہیدی کلمات میں جامع مسجد میمن صدیق آباد کے خطیب وامام مفتی محمد عتیق اختر القادری ابن مفتی شیخ الحدیث محمد اسماعیل ضیائی صاحب نے حضور فیضِ ملت علیہ الرحمہ کی دینی خدمات پر مختصر اور جامع گفتگو فرمائی۔

جبکہ حضرت علامہ مفتی غلام دستگیر قادری صاحب نے اپنے بیان میں فرمایا آج اتنی بڑی شخصیت کی یاد میں تقریب ہے جنہیں اہل علم واہل نظر مفتی، الحافظ، القاری، مفسرِ اعظم پاکستان، صاحب تصانیف کثیرہ محمد فیض احمد اُویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے یاد کرتے ہیں۔ اُنہوں نے مزید فرمایا کہ ہم بچپن سے حضور فیض ملت کا علمی شہرہ سنتے آرہے

ہیں۔ یہ مقام، یہ بلندیاں، یہ عزتیں، یہ رفعتیں ان کو کیسے ملیں؟ سیدنا صدیق اکبر سے اعلیٰ حضرت تک، اعلیٰ حضرت سے لے کر حضور مفسر اعظم پاکستان تک اور حضور مفسر اعظم پاکستان سے لے کر ممتاز قادری تک سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا صلہ ہے کہ آج ان کا نام قلب وروح کے لیے تسکین کا باعث ہیں۔

حضرت علامہ صاحبزادہ مفتی محمد فیاض احمد اُویسی رضوی مدظلہ نے اپنے خطاب میں کہا میرے والد گرامی حضور فیض ملت، سرمایۂ اہلسنّت، مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی نور اللہ مرقدہ کے عرس مبارک کے انعقاد میں جن احباب نے حصہ لیا، اللہ تعالیٰ ان کے مال میں برکتیں عطا فرمائیں۔ ان کے بیان کے دوران موسم نہایت ہی خوشگوار ہوگیا، آسمان سے ہلکی ہلکی بارش نے اِک سماں بنادیا تو صاحبزادہ صاحب نے فرمایا ابھی آپ نوٹ کریں تو محفل میں بوندا باندی ہورہی ہے اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا مدینے شریف سے آرہی ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ بزرگوں کے ذکر کے وقت اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے

میرے والد صاحب علیہ الرحمہ نے مسلک حق اہلسنّت کی ترویج واشاعت کے حوالے سے بہت سارے کام کیے، ان میں ایک نمایاں کام کہ آپ نے کم وبیش پانچ ہزار کتابیں تصنیف فرمائیں۔ اس وقت مختلف یونیورسٹیوں میں حضور فیض ملت علیہ الرحمہ کی دینی علمی، تدریسی اور تصنیفی خدمات پر پی ایچ ڈی، ایم فل کیا جارہا ہے، لوگ حیران ہیں کہ حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ نے اُس دور میں کام کیا جب انٹرنیٹ نہیں تھا، جدید سہولتیں نہیں تھیں، کیسے آپ نے یہ تصانیف فرمائیں؟ حضور فیضِ ملت علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا آپ یہ تحریری کام کیسے کرتے ہیں؟، آپ کے پاس مریدین آتے، مہمان آتے ان سے گفتگو بھی جاری رہتی اور قلم بھی چلتا رہتا ہے، آپ گاڑی میں ہوتے، جہاز، بسوں میں مگر آپ کا قلم رواں دواں رہتا ہے یہ کیسے؟ آپ علیہ الرحمہ نے نہایت ہی مختصر جواب فرمایا کہ فقیر کی کیا حیثیت کہ کچھ لکھے بس جو کچھ وہ لکھواتے ہیں وہی لکھا جاتا ہے۔ آپ فرماتے تھے نہ قلم کے بغیر مجھے مزہ آتا ہے نہ قلم کو میرے بغیر مزہ آتا ہے۔ آقا کریم روف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان اور آپ کی ناموس کے تحفظ کے لئے لکھتے رہنا آپ کا محبوب ترین مشغلہ تھا، لکھتے لکھتے آپ تھکاوٹ محسوس نہ فرماتے بلکہ لکھنے میں آپ کی طبیعت خوش رہتی بارہا مرتبہ آپ سردیوں کی طویل راتوں میں نماز عشاء کے بعد اپنے حجرے (دارالتصنیف) میں لکھنا شروع فرماتے تو فجر کی اذان ہوجاتی تھی، دروازے پر خادم آکر دستک دیتا کہ حضور فجر کا وقت ہو گیا ہے، آپ علیہ الرحمہ فرماتے اللہ اکبر ابھی تو نمازِ عشاء پڑھی ہے اور فجر بھی ہوگئی ہے۔

آج ان کا عرس مبارک ہورہا ہے ایسا محسوس ہورہا ہے کہ مدینے سے ہوا آرہی ہے، یہ سب کیوں ہوا۔ یہ سب اس لئے ہوا کہ میرے حضرت نے جب بھی قلم کو اُٹھایا آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وناموس کے لئے اُٹھایا۔ اس کا صلہ یہ ہے کہ تقریباً ہر سال رمضان المبارک مدینے شریف میں گزارتے۔ کم وبیش چالیس سال تک آپ نے تراویح

میں ختم قرآن پاک کی سعادت مسجد نبوی شریف میں حاصل کی۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سال میں کئی کئی بار اپنے قدموں میں بلا لیتے اور آپ مسجد نبوی میں آخری عشرہ رمضان المبارک میں اعتکاف کی سعادت حاصل کرتے۔

☆ آپ کے وصال کے بعد چہرہ کا دیدار کرنے والے ہزاروں لوگ شاہد ہیں کہ عشق رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت آپ کا چہرہ پرنور تھا فقیر نے جنازہ کے بعد اعلان کیا کہ میرے والد گرامی علیہ الرحمہ کے چہرے کا دیدار کئے بغیر کوئی نہ جائے، چشم فلک گواہ ہے کہ عاشق کا جنازہ دھوم سے نکلے۔ بہاولپور میں شرکائے جنازہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک سچے عاشق رسول کے جنازہ پر نور کی برسات ہو رہی تھی، فقیر سمیت آخری دیدار کرنے لاکھوں لوگوں نے دیکھا کہ نور کی لکیر حضرت کے چہرہ مبارک پر پڑ رہی ہے۔

﴿جنازہ دیکھ عیسائی مسلمان ہوا﴾

صاحبزادہ صاحب نے اپنے خطاب میں بتایا حضرت قبلہ والد گرامی نور اللہ مرقدہٗ کے وصال کے بعد فقیر نے آنے والے جمعہ کا خطبہ دیا تو کسی (محمد عاصم رضا قادری اویسی) نے ایک شناختی کارڈ دیا جس پر ایڈریس بہاولپور (میں اسلامی کالونی ہے اس کے ایک حصہ میں عیسائی آبادی ہے) کا تھا۔

اس کے نام کے آگے مسیح لکھا تھا، ان کو مسلمان ہونا تھا۔ الحمد للہ وہ مسلمان ہوئے، اسلام لانے کا سبب بیان کرتے ہوئے کہا گذشتہ رات میرا گزر سیرانی روڈ سے ہوا حضرت قبلہ (فیض ملت) علیہ الرحمہ کا جنازہ مرکزی عیدگاہ کی طرف جا رہا تھا، تھی تو رات مگر روشنی اتنی تھی کہ رات محسوس نہ ہوتی تھی میں نے حضرت (فیض ملت) کا جنازہ دیکھ کر اور اس پر نور برستا دیکھ کر اسلام قبول کیا، میرے دل نے گواہی دی کہ جس مذہب کے عالم کا ایسا جنازہ ہے، اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے برحق ہونے میں شک نہیں۔

نمازِ جمعہ کے بعد لوگوں نے ان کو پیسے وغیرہ دینا چاہے تو اُنہوں نے کہا میں اس لئے مسلمان نہیں ہوا کہ میری مالی مدد کی جائے میں صاحبِ ثروت ہوں اور مجھا ان چیزوں کی ضرورت نہیں۔

اس کے بعد صاحبزادہ صاحب نے اپنا خطاب کا اختتام کیا۔

تقریب کے آخر میں جامع مسجد میمن کے سابق خطیب و امام مفتی خالد محمود کاگانی صاحب جو کہ شدید علیل تھے محفل میں رونق افروز ہوئے۔ خصوصی دعا کروائی اور فرمایا جامع مسجد میمن صدیق آباد سے متصل مدرسہ کا نام مدرسہ فیض العلوم حضور فیض ملت علیہ الرحمہ کی نسبت سے رکھا گیا ہے یہ بات شاید کسی کے علم میں نہیں تھی اس لئے آج کی محفل میں یہ بات عرض کر دی۔

اس مدرسہ میں سینکڑوں طلباء رطالبات قرآنی دینی تعلیم سے اپنے سینے منور کر رہے ہیں جس کا ثواب حضرت شیخ القرآن علامہ محمد فیض اویسی کو تا ابد آباد پہنچتا رہے گا۔ آخر میں درود وسلام اور دعا کے بعد حاضرین کو لنگر اویسیہ رضویہ پیش کیا گیا۔

اس موقعہ پر بزمِ فیضانِ اُویسیہ نے مرشد کریم حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کی تصانیف (ضخیم کتب ورسائل) کا اسٹال خصوصی ڈسکاؤنٹ کے ساتھ لگایا۔

﴾۲۳ اگست اتوار کو بھی باب المدینہ (کراچی) کے علماء ومشائخ عظام سے ملاقات سلسلہ جاری﴿

☆ بعد نمازِ مغرب درگاہ عالیہ اشرفیہ فردوس کالونی میں مزارات پر حاضری دی اور حضرت علامہ ڈاکٹر ابوالمکرم سید محمد اشرف اشرفی صاحب سے ملاقات کی۔

☆ بعد نماز عشاء دربارِ سلطانی مرکز روحانی میں سالانہ عرس مبارک کی تقریب میں خطاب فرمایا جس کی صدارت حضرت کمال الصوفیاء عاشقِ مدینہ حضرت صاحبزادہ کمال میاں سلطانی سجادہ نشین دربارِ سلطانی نے فرمائی۔

(رپورٹ: محمد سہیل اویسی۔ حافظ محمد کاشان اُویسی۔ محمد سمیر اُویسی)